Academic Discipline for Quranic Higher Education

تخصص علوم و حکمت قرآن کے لیے مقرر نصاب کے مطابق

غیر متبدل قوانینِ قرآن

قانون سعی و اکتساب

الاستاذ: ابوالفضل نور احمد سندھی

ناشر

حکمت قرآن انسٹیٹیوٹ

جامع مسجد ربانی، ہائی وے کالونی، سیکٹر C-18، اسکیم-33، نزد جمالی پل، M-9 موٹروے، کراچی

فون: 0313-2707097

www.hikmatequran.org hikmatequran@gmail.com Hikmat-e-Quran Institute

ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ جس طرح انسان کے طبیعی افعال کا نتیجہ طبیعی قوانین کے مطابق مرتب ہوتا ہے اسی طرح انسان کے اعمال کا نتیجہ مستقل اقدار سے متعلق قوانین کے مطابق نمودار ہوتا ہے۔ مستقل اقدار یا اخلاقی قوانین میں ہر فرد اپنے اعمال کا ذمہ دار خود ہوتا ہے اور ان کا خمیازہ اسے ہی بھگتنا پڑتا ہے۔ اس خمیازہ کی شکل یہ ہوتی ہے کہ انسان کا ہر عمل اس کے اعمال نامے میں شامل ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے خیالات کا اثر بھی اس کی ذات پر اثر چھوڑتا ہے اور وہ بھی اس کے اعمال نامے کا حصہ بنتا ہے۔ انسان کے جتنے بھی اعمال ہوتے ہیں قرآن حکیم ان سب کا ذمہ دار انسان کو قرار دیتا ہے۔

جیسی کوشش ویسے نتائج

انسان چونکہ اپنے اختیار و ارادہ سے ایک فیصلہ کرتا ہے اور پھر اس فیصلے کے مطابق عمل کرتا ہے تو اس کے عمل کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کے مقررہ قوانین کے مطابق مرتب ہو جاتا ہے۔ قرآن حکیم نے انسان کی ہر قسم کی کوششوں کے لیے سعی کا لفظ اختیار کیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ سعی جس قسم کی ہوگی نتائج بھی اسی قسم کے مرتب ہونگے۔

سورہ النجم میں فرمایا:

اَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ﴿۳۹﴾ (النجم۔۳۹)

”انسان کو وہی کچھ مل سکتا ہے جس کے لیے وہ سعی و عمل کرے۔“

یہ آیت بلکل سیدھے سادے انداز میں اس بنیادی حقیقت کی گواہ ہے کہ انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کے لیے اس نے خود محنت کی ہو۔ انسان کی وہ محنت کچھ بھی حاصلات کے لیے ہو، اسے صلہ یا نتائج اُس کے مطابق حاصل ہوتے ہیں۔ قرآن حکیم کی یہ آیت معاشیات کے ایک اعلیٰ اصول کی بنیاد بھی ہے کہ انسان کو اس کی محنت یا سعی کے مطابق معاوضہ حاصل ہونا چاہیے۔ اقتصادیات میں اسی اصول کی بنیاد پر سرمائے کی بنیاد محنت بنتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں سرمائیداریت کا سرپلس ویلیو کا نظریہ تہس نہس ہو جاتا ہے۔

مستقل اقدار کی دنیا میں انسان جو بھی افعال انجام دیتا ہے، چاہے وہ اچھے ہوں یا برے ان کے نتائج اُسے مل جاتے ہیں۔ اچھے اعمال کے نتائج نعمتوں کی شکل میں اور برے اعمال کے نتائج مشکلات، مصائب اور عذابوں کی شکل میں۔ یہ نتائج اس دنیا میں بھی مرتب ہوتے ہیں اور پھر قیامت میں اس کے حتمی نتائج سامنے آجائیں گے۔

دنیا و آخرت میں انسان کے اعمال یہ نتائج کس طرح پیدا کرتے ہیں یہ ہم قانون مکافات عمل میں پڑھ چکے ہیں۔ یہاں ہم انسان کی سعی کے متعلق کچھ آیات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ سورہ طٰہٰ میں فرمایہ بلاشبہ ایک مقررہ وقت آنے والا ہے جس کو میں نے اس لیے پوشیدہ رکھا ہے کہ لوگوں کے یقین و عمل کی آزمائش ہو جائے اور جس نے جو کیا ہو گا وہ اس کو پائے گا۔

لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰى ﴿۱۵﴾ (طٰہٰ-۱۵)

”سب اپنی اپنی محنت کے ثمرات پائیں گے۔“

فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَا كُفۡرَانَ لِسَعۡيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوۡنَ ﴿۹۴﴾ (الانبیاء۔۹۴)

”پس جس کسی نے نیک کام کیے اور وہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے تو اس کی کوشش اکارت جانے والی نہیں، ہم اس کی نیکیاں لکھ لینے والے موجود ہیں۔“

سورہ الدھر میں بتایا گیا ہے کہ جنتیوں کو نعمتیں عطا کرتے وقت کہا جائے گا کہ:

اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمۡ جَزَآءً وَّكَانَ سَعۡيُكُمۡ مَّشۡكُوۡرًا ﴿۲۲﴾ (الدھر۔۲۲)

”یقیناً تمہارے لیے یہ تمہارے عمل کا صلہ ہے اور (تمہیں مبارک کہ) تمہاری سعی شکر و فرمانبرداری والی ہوئی۔“

قرآن حکیم واضح بتا رہا ہے کہ جنت تمہارے اعمال کے صلہ میں ملی گی۔ تم نے اللہ تعالیٰ کے قوانین کی فرمانبرداری والی زندگی گزاری ہو گی تو تمہاری وہ سعی مشکور ہو گی اور تم اس کے بدلے میں جنت کے حقدار بن جاؤ گے۔ قرآن حکیم کی ان واضح صراحتوں کے بعد جنت میں جانے کے سفارشی ذرائع کی حقیقت کوئی نہیں رہتی۔

انسان کو وہی ملتا ہے جو اس کا کسب ہے

قرآن حکیم نے یہ بنیادی اصول بتا دیا ہے کہ انسان کو وہی ملتا ہے جو اس کا کسب یا کمائی ہے۔

لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَعَلَيۡهَا مَا اكۡتَسَبَتۡ (البقرہ۔۲۸۶)

”ہر جان کے لیے وہی ہے جیسی کچھ اس کی کمائی ہے۔ جو کچھ اس نے پانا ہے وہ بھی اس کی کمائی سے ہے اور جس کے لیے اسے جوابدہ ہونا ہے وہ بھی اس کی

کمائی ہے۔"

ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾ (البقرہ۔۲۸۱)

"ہر جان نے (اپنے عمل سے) جو کچھ کمایا ہے اس کا بدلہ پورا پورا اسے مل جائے گا، یہ نہ ہوگا کہ کسی کی بھی حق تلفی ہو۔"

وَ لَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى

(الانعام۔۱۶۴)

"ہر آدمی اپنے عمل سے جو کچھ کماتا ہے وہ اسی کے ذمہ ہوتا ہے، کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔"

قرآن حکیم کہتا ہے کہ جو آدمی نے کمائی کی ہے وہی اسے پانا ہے۔ یہ اس دنیا میں بھی جزا کا تصور ہے اور آخرت میں بھی اس کی کمائی کا ہی حساب ہوگا۔ اس دنیا میں بھی اس کے اعمال کا کوئی بوجھ نہیں اٹھا سکتا اور آخرت میں بھی کوئی کسی کا بوجھ اٹھانے والا نہیں ہوگا۔

انسانوں کی عملی زندگی پر اس قانون کا اثر

انسان کا ہر عمل نتیجہ پیدا کرتا ہے اور انسان کو وہی کچھ حاصل ہوتا ہے جو اس کا کسب اور کمائی ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ قانون انسانوں کی عملی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ انسان کا اگر یہ ایمان و عقیدہ پختہ ہو کہ عمل کے نتیجہ کا ہر صورت میں سامنا کرنا ہے تو وہ اپنی زندگی سخت محاسبہ سے گزارے گا۔ اس کے برعکس اگر ایمان و عقیدہ یہ ہو کہ کچھ رسومات اور وظائف سے اس کی اس دنیا کی زندگی میں چمتکار کارآمد ہو جاتا ہے اور

آخرت میں بھی کسی کی سفارش سے متقی انسانوں کے لیے بنائی گئی جنت میں داخلا مل جائے گا تو پھر انسان کی عملی زندگی سخت محاسبہ سے نہیں گزرتی اور آہستہ آہستہ جرائم اور سیئات اس کی زندگی کا عام معمول بن جاتے ہیں۔ اس لیے قرآن حکیم نے اپنی ساری تعلیم کا محور انسانی ذات کی ایسی نشو و نما بتایا ہے جو عملی زندگی سے تعلق رکھتی ہے۔ اس نے صاف الفاظ میں بتایا ہے کہ انسان کا کوئی عمل خواہ اس کا تعلق اس کی طبیعی زندگی سے ہو یا اس کے ذات سے ہو وہ نتیجہ ضرور پیدا کرتا ہے۔

وَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ وَ لِتُجۡزٰی كُلُّ نَفۡسٍ بِمَا كَسَبَتۡ وَ هُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۲﴾ (الجاثیہ۔۲۲)

"اللہ نے کائنات (ارض و سماوات) کو بالحق پیدا کیا ہے اور اس کے لیے کہ ہر شخص کو اس کے کاموں کا ٹھیک بدلہ مل جائے اور کسی پر ظلم نہ ہو گا۔"

قرآن حکیم نے تصریف آیات کے ساتھ پلٹا پلٹا کر یہ بات قطعی حقیقت کے طور پر واضح کر دی ہے۔ سورہ توبہ کی آیت ۸۲، سورہ ابراہیم کی آیت ۱۵، سورہ نحل کی آیت ۹۶۔۹۷ اور سورہ المومن کی آیت ۱۷ میں یہ الفاظ بیان ہوئے ہیں۔

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ﴿۸۲﴾

"جو کچھ بھی انسان کے سامنے آتا ہے وہ اس کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔"

كُلُّ نَفۡسٍۢ بِمَا كَسَبَتۡ رَهِيۡنَةٌ ﴿۳۸﴾ (المدثر۔۳۸)

"ہر شخص اپنے اعمال کے ہاتھوں گروی ہے۔"

قرآن حکیم کے ذریعے انسانوں کے لیے ایسی آیات بینات اور واضح رہنمائی کے

بعد بھی اگر انسان عملوں کی کمائی کے نتائج سے بے خوف زندگی گزار رہا ہے تو وہ ایمان سے عاری زندگی ہے۔ ایمان کا قرآن حکیم نے جب بھی ذکر کیا تو صالح عملی زندگی اس کے نتھی بتائی ہے۔ صالح عملی زندگی کے بغیر ایمان ایمان نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے جزاو سزا کا سارا نظام عدل کی بنیاد پر رکھا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے اپنے بنائے ہوئے قوانین کے برعکس اگر کوئی آدمی کچھ مذہبی رسومات سے، کچھ عبادات سے اور کچھ وظائف کے ورد سے اعمال کے نتائج سے باہر رہ جائے تو یہ بات اللہ تعالیٰ کے نظامِ عدل کے خلاف ہے۔

***